ردّ تناسخ

مصنّفہ

جناب مولوی نور الدین صاحب حکیم سرکار
جموں و کشمیر مصنف تصدیق براہین احمدیہ
فصل الخطاب لمقدمة اہل الکتاب۔
رسالہ ابطال الوہیت و ابنیت مسیح وغیرہ

سنہ ۱۸۹۱ء

پنجاب پریس سیالکوٹ میں غلام قادر فصیح مالک و مہتمم کے اہتمام سے چھپا

بار اول ۔ تعداد ۷۰۰ قیمت علاوہ محصول ۴ر

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دوم

تناسخ

تناسخ کو سنسکرت والے "آواگون" کہتے ہین اور تناسخ کے ماننے والے تناسخ کے یہہ معنی بتاتے ہین۔

"گناہون اور نیکیون کے باعث بار بار جنم لینا (پیدا ہونا) اور مرنا"۔

جہانتک تناسخ کے ماننے والون سے دریافت کیا۔ اور ان کے رسائل مین دیکھا۔ اثبات تناسخ مین انکی یہی ایک دلیل سردفتر انکے دلائل کا دیکھی۔

"ہم دیکھتے ہین کئی آدمی جنم کے اندہے لنگڑے لولے کانے بہرے۔ کنگال ہوتے ہین اور کئی راجہ ٹہاکر دولتمند امیر جو یہہ کہو کہ پرمیشر کی مرضی ہے۔ تو کیا پرمیشر منصف وعادل نہین جو بلا قصور ایک دوسرے مین فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہین۔ کیونکہ خدا ایسی طرفداری اور نا منصفی نہین کرسکتا"۔

تناسخ کی دلیل کا خلاصہ

ہم اس دنیا مین تفرقہ کو دیکھتے ہین۔ اور اس تفرقہ کی وجہ بجز پہلے جنم کی برائی بھلائی کے اور کوئی نہین۔

مصدق۔ (اَللّٰهُمَّ اَیِّدْنِیْ بِرُوْحِ الْقُدُسْ)[1]

پہلا جواب۔ قائلین تناسخ کی اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی **ثبوت** تناسخ ماننے والون کے پاس نہین۔ بلکہ صرف اس لئے کہ سکھی آسودہ اور آرام والے کے سکھ۔ آسودگی۔ اور آرام کی وجہ اور دوکھی بیمار۔ رنج والے کے دوکھ۔ بیماری۔ رنج کی وجوہ اور ان لوگون کے باہمی تفرقہ کے اسباب تناسخ ماننے والون کو معلوم نہین ہوئے۔ اسواسطے کہ ان لوگون نے یقین کر لیا۔ کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہین۔ پر شکر یہ اس رب العلمین کا جسنے اسلامیون کو ایسے دلایل سے بچنے کے واسطے قرآن کریم مین ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا[2] س ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل ر ۴

دوسرا جواب۔ اپنی کم علمی اپنی کم فہمی اور کمزوری سے تفرقہ کے اسباب

---

[1] اے اللہ میری روح پاک سے تائید فرما اور مجھے منصور کر۔

[2] اور جس چیز کا تجھے علم نہین اسکے پیچھے مت لگ کیونکہ کان۔ آنکھ۔ اور دل سب سے سوال کیا جاوے گا۔

رنج اور راحت کے موجبات اور سامان سمجھ لینے سے یہہ اعتقاد کرلینا کہ ان تفرقون کا باعث ہمارے پہلے جنم کے اعمال ہی ہین گویا بے وجہ تو یہ ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب قرار دے لینا ہے - اور یہہ جرات اس قسم کی ہے کہ ہم کسی آدمی کو اندھیری رات مین کہین جاتا دیکھین اور اپنے ہی آپ مین یہہ سوچ لین کہ اسوقت کچہریان بند ہین بازار بند ہین پس بجز اسکے کہ یہہ آدمی اسوقت صرف چوری کرنے جاتا ہے - اور کوئی وجہ نہین -

عقل والے سوچ لین یہہ کیسی منطق اور لاجک ہے اسیواسطے قرآن کریم نے تناسخ ماننے والون کی نسبت فرمایا ہے - اور کہا ہے کہ یہہ لوگ اٹکل بازی مین پڑے ہین -

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ پ ۲۵ - سورۃ جاثیہ - ر ۱۸

تیسرا جواب - دنیا مین ہم یہہ تفرقہ تو دیکھتے ہین - کہ ایک جنم کا بیمار ہے اور دوسرا تندرست - ایک جنم سے دولتمند ہے - اور دوسرا غریب اور مفلس اور دنیا کا تمام کارخانہ اور اسکا تمام انتظام چونکہ ایک علیم و حکیم کی زبردست طاقت اور صفات کا نتیجہ اور اثر ہے - پس ہمین یقین ہے - کہ یہ تفرقہ بیوجہ - و بے حکمت نہوگا مگر یہہ کیا ضروری ہے کہ اس غیر محدود کی کل باریک حکمتین اور بے تعداد

ف - اور وہ کہتے ہین یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہین اور زندے ہین - اور زمانہ ہی ہمین ہلاک کرتا ہے - اس بات کا ان کو علم نہین یہہ اٹکل لگاتے ہین -

تدبیرین ایسی ہون کہ انسانی محدود عقل اور سمجھہ اپر حاوی ہو جاوے، یاد رکھو کسیکی بصر اور بصیرۃ اسکو احاطہ نہین کرسکتی اور وہ سب پر محیط ہے قرآن فرماتا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ؁ اور فرمایا ہے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ اور فرمایا ہے۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ؁

چوتھا جواب۔ کسیکا بیمار ہونا اور کسی کا تندرست کسیکا آسودون کے گھر جنم لینا اور کسیکا مفلسون کے گھر مین جائز ہے۔ اعمال کے سوا کسی اور وجہ سے ہو۔ پس باین احتمال اواگون ماننے والون کا استدلال صحیح اور تام نہین پس ہم انکو کہتے ہین کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہوجاوے۔ کہ ایسے تفرقون کا اعمال کے سوا اور کوئی باعث نہین۔ صرف اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہین۔ بلکہ بہ تعمیل ارشاد قرآنی جو ذیل مین ہے کہتے ہین۔ کوئی علمی دلیل لاؤ۔ اٹکلون اور گمانون سے کام نہ لو۔ کیونکہ سچ ہے۔ جسمین لکھا ہے۔

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ؁ پ ۸۔ سورۂ انعام۔ رکوع

؁۔ اسکو آنکھہ ادراک نہین کرتی اور وہ آنکھون کو ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے۔

؁۔ انکے آگے اور پیچھے کی سب چیزون کو جانتا ہے اور وہ اسکے علم کا کچھہ بھی احاطہ نہین کرسکے مگر جو وہ آپ چاہے۔

؁۔ کہہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے پاس نکال لاؤ تم تو ظن کی پیروی کرتے ہو اور اٹکلین دوڑاتے ہو۔

پانچواں جواب- اگر آریہ اس پر از راہ انصاف غور کریں - تو کسقدر لطیف اور داد کے قابل ہے - موجودہ اشیا مین اس تفرقہ سے بڑھکر ایک بڑا تفرقہ ہم دیکھتے ہین اور اس بڑے تفرقہ کا باعث پہلے جنم کی جزا و سزا نہین - اور اس امر کو دیانندی آریہ صاحبان آپ ہی تسلیم کرینگے - **ستو**- ارواح ایک چیتن وستو- یعنی عالم ہوشیار چیز ہے - اور پرکرتی بلکہ پرمانو- یعنی اجسام صغیرہ اور نہایت باریک ذرات جنکو عربی علوم طبعیہ کے عالم اجسام ذیمقراطیسی کہتے ہین - ایک جڑہ اور غیر ذی شعور چیز ہے - اور بار یتعالے علیم و خبیر عزیز و غالب القدوس السلام ایک تیسری چیز ہے - جوان دونون اول الذکر ارواح اور اجسام پر ملکہ کال یعنے زمانہ پر **حکمران** ہے -

دیانندی آریہ صاحبان ! - بلکہ تمام تناسخ کے ماننے والو ! - ان تین اشیار موجودہ مین اول روحین جنم سے کیا ازل سے بقول آریہ اللہ تعالے کے ماتحت اور اسکی صفت عدل کے باعث جزا و سزا مین گرفتار ہین اور بقول تناسخ کے ماننے والون کے بلکہ دیانندی آریہ کے ابدالآباد تک اسیطرح گرفتار رہینگی - اگر مہان پرلے کے وقت یا اسکے کسیقدر پہلے اور پیچھے اجسام سے الگ ارواح آرام و راحت مین بھی رہے تو اسوقت بھی تخم کی طرح برائی انمین بنی رہتی ہے - جسکے باعث ارواح کو پھر جنم لینا پڑتا ہے - اور دوم پرمانو بیچارے - تو ازل سے ابد تک بھی بقول آریہ کے محروم ہی رہینگے - اور سوم اللہ تعالے ازل سے ابد تک ہمیشہ انپر حکمران رہا - اور ہمیشہ انپر حکمران رہیگا -

اب ہم تناسخ والون کی دلیل کیطرف توجہ کرتے ہین اور کہتے ہین :-

ہم دیکھتے ہین ان تین مین بعض اشیا جنم سے کیا ہمیشہ سے لنگڑی اور بعض اشیاء جنم سے کیا ہمیشہ سے جزا۔ اور سزا مین گرفتار اور ایک الغنی اور ان دونون پر حکمران جلّ شانہٗ۔ اب آپکی دلیل تناسخ کو بعینہ لیکر کہتے ہین دیکھو اثبات تناسخ بحث کی ابتدا مین۔ جو کچھ پرمیشر کی مرضی تو کیا وہ عادل نہین پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کرسکتی ہو؟ لیکن تم آریہ اور تمام قومین اللہ تعالے کو ماننے والے اللہ تعالے اور پریا لون مین تو جنم کے قائل نہین۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہین۔ جو ہم تناسخ کے قائل ہوجاوین۔ بلکہ تفرقہ کے اور اسباب بہی ہوتے ہین۔ بلکہ ایزدی مخلوق مین ہم دیکھتے ہین۔ کوئی چیز پتہر کہلاتی ہے۔ اور کوئی پانی کچھ روشنی کے کرنین اور الکٹرسٹی کے ذرّات اور کچھہ پرلے درجہ کی کثیف اشیا کاربن وغیرہ۔ بتاؤ۔! کیا اس تفرقہ کا باعث پوربلی جنم کے اعمال ہین۔ ان کے کسی کام کی جزا اور سزا ہے؟ معلوم ہوا۔ کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہین۔ بلکہ اس القادر کی اور باریک حکمتین ہین جنہی ہمکو بنایا۔ اور جنہوی لقد خلقکم اطوارًا۔

وَخَلَقَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ۔

چہٹا۔ جواب ۔ سائنس یعنی بدارتھ ودیا۔ علم طبعی نے ثابت کردیا ہے۔ کہ اہین جمادات اور نباتات اور انسان اور حیوانات کے تباین اور تفرقہ ضرور ہے۔ مگر تناسخ

ف۔ یقیناً اس نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔
ف۲۔ آسمان وزمین مین جو کچھہ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور یہہ سب اشیاء ہماری ہین۔

ماننے والے کہتے ہین کہ ان اشیا مین کوئی تباین نہین انسانی روح نقص اعمال سے مرکر حیوان اور حیوانی روح انسانی بن جاتی ہے۔ بعض انسان شجر و حجر ہوجاتے ہین۔ اور بعضے شجر و حجر انسان۔ اور روح وہی روح رہتی ہے۔ اور یہہ امر سائنس کے بالکل خلاف ہے۔

تعجب آتا ہے۔ دیانندی آریہ کے اعتقاد پر۔ روح کے ۔ گن کرم سبھاؤ یعنی روح کے خواص۔ افعال۔ اور عادات آنادی اور غیر مخلوق ہین اور روح کے لئے یہہ امور دیانندیون کے نزدیک لازمی ہین روح سے کبھی علیحدہ نہین ہوتے پہر روح کی شجر اور حجر ہوجانیکی حالت مین ہم پوچھتے ہین۔ وہ صفات اور لوازمات کہان چلے جاتے ہین۔ کیا ثبوت ہے۔ کہ یہہ صفات و لوازمات اسوقت بہی روح کے ساتھہ موجود رہتے ہین ؟۔

ساتوان جواب۔ تناسخ کے ماننے مین سچے علم طب کا وہ بڑا بہاری خزانہ جسکی صداقت کو ہم رات دن بچشم خود دیکھتے ہین۔ لغو ہوگا۔ **حالانکہ** بدیہات مشاہدہ اسکو لغو نہین ٹھہر اسکتا اور کیون لغو ٹھہر اسکے خالق فطرۃ او نیچر کا پیدا کرنیوالا خود فرماتا ہے۔

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔

تناسخ ماننے مین علم طب کا بے فائدہ ہونا اسلئے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب ہمنے مانا کہ تمام بیماریان جو انسان اور حیوانات کو لاحق ہوتی ہین۔ وہ سب بیمارون کے

سله سب جو زمین مین ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔

سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور بد اعمال کی سزا ہے۔ تو طبیب اور نیچرل فلاسفی کے جاننے والے نیچرل اسباب کو کیون ڈہونڈہنے لگے اور جب حسب الاعتقاد تناسخ کے مانا گیا کہ سزاؤن کا بہگتنا ضروری ہے۔ اور کسیطرح ہی ممکن نہین۔ کہ اللہ تعالے کی عدالت سے وہ سزا ٹل جاوے۔ تو علاج سے کیا فائدہ اور اسکے باعث کیونکر فضل اور کرم الٰہی ہمکو الٰہی عدالت سے چہوڑا سکتا ہے اور اور اسباب الامراض اور معالجۃ الامراض سے کیا نفع ہوگا۔

آٹہوان جواب۔ روح کے گن یعنے خواص روح کے کرم یعنے افعال روح کی سبہاؤ یعنی عادات دیانندی آریون کے نزدیک ارواح کو لازم اور ارواح مین انادی ہین۔ اور آریہ کے نزدیک یہہ صفات ارواح مین باریتعالے کی دی ہوئی نہین۔ اب تناسخ کے وہم کا منکر اگر یون کہے۔ کہ بعض ارواح کا سبہاؤ۔ اور اُسکے گن ہی ایسے ہین۔ کہ ناقص ذرات کا جسم لیا کرین۔ اور دُکہہ وانک جسم مین زندگی بسر کرین آسودگی مین رہنے والون کے گہر جنم نہ لین۔ اور یہہ امر اُن کے لئے پورب جنم یعنی پہلی زندگی کے اعمال کی جزا یا سزا نہو۔ بلکہ ایسی روح کی شقاوت ازلیہ اور اس کا سبہاؤ ہی اس تکلیف کا موجب ہو۔ بعض ارواح اصل سے ایسا سبہاؤ رکہتے ہون کہ عورتون کا بدن لین۔ بعضے ارواح مردون کا جسم اپنے لئے اپنے سبہاؤ سے پسند کرلین۔ سابقہ اعمال کو اسمین کچہہ دخل نہو۔ اور نہ پہلے جنم کی یہہ جزا اور سزا ہو۔ سچ ہے

مِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ[1]۔

---

[1] ان میں سے کوئی سعید ہے اور کوئی شقی ہے۔

نوان جواب - دیانندی آریہ کا اعتقاد ہے۔ کل ارواح محدود اور غیر مخلوق ہین - ہمیشہ اواگون یعنے جنم اور مرن مین مبتلا رہے - اور ہمیشہ رہین گے - اگر کچھ زمانہ آزاد بہی رہے - تو بہی انہین بیج انکر یا تر یعنے تخم کی طرح برائی موجود رہتی ہے - جسکے باعث آخر پہر ارواح کو جنم لینا پڑتا ہے - اور جو لوگ ارواح کو مخلوق مانکر تناسخ کو مانتے ہین انکو بہی ماننا پڑتا ہے - کہ ارواح غیر مخلوق اور قدیم ہین کیونکہ ہر ایک جنم کے اعمال افعال اور اقوال جب پہلے جنم کے پہل اور ثمرات ٹہیرے - تو بصورت مخلوق ہونے ارواح کے پہلے جنم کے اعمال افعال اور اقوال اور ارواح کا باہمی تفرقہ کس جنم کا ثمرہ ہوگا - اسلئے برتقدیر تسلیم مسئلہ تناسخ یعنی اواگون کے ارواح کو غیر مخلوق اور ہمیشہ سے جنم اور مرن مین رہنا پڑا -

جب روح انادی غیر مخلوق ٹہری اور روح کا وجود اللہ تعالے کا دیا ہوا نہ ٹہرا اور روح ازلی اور ابدی ہوئی - تو چاہئے - کہ روح اپنی بقا مین اللہ تعالے کی محتاج نہو - لاکن ہم دیکھتے ہین کہ جیسے ہمارا بدن کہانے پینے پہننے وغیرہ وغیرہ کا محتاج ہے - روح بہی بدن سے کم محتاج نہین - اور احتیاجون سے قطع نظر کرکے اس امر کا خیال کرو - کہ روح علوم کے حاصل کرنے مین کتنی محتاج ہے - اسی دلیل کی طرف قرآن کریم نے ایما فرمایا ہے -

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ

لہ اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی حمد کیا گیا ہے - اور اللہ ہی غنی ہے اور تم محتاج ہو -

وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اور فرمایا۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

دسوان جواب۔ اگر روح الہی مخلوق نہین۔ تو ہم پوچھتے ہین۔ بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی اور فطری تقاضا ہے۔ یا عرضی ہ۔ اگر بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی تقاضا اور جبلی منشا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ذاتی تقاضون اور جبلی منشاؤن کے پورا ہونیکا نام **راحت** اور آرام ہے۔ **نہ رنج** اور تکلیف اور اگر بدی اور بدکاری۔ کوی عارضی امر ہے۔ جو روح کو لاحق ہوا۔ تو چاہیے کبھی وہ عرض دور ہو جاوے۔ جب عرض دور ہو گئی۔ تو روح پاک اور پوتر ہو کر آئندہ ہمیشہ نیک اعمال کیطرف متوجہ رہے بلکہ یقین ہے۔ کہ وہ ایسا ہی کرے کیونکہ روح کو آریہ نے چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ **آریہ صاحبان**! اگر اتنی تجربہ پر روح نے ابتک نہین سمجھا۔ تو وہ چیتن نہین۔ یا کسی رازدار الہامی کو الہامًا پتہ لگ جاوے۔ کہ الہی ارادہ بعض کے حق مین اس عرض کے دوام لحوق کا ہو چکا ہے۔

گیارھوان جواب۔ لڑکونکی پرورش کیجاتی ہے۔ اور انکو تعلیم کیواسطے تکلیف اور سرزنش دیجاتی ہے۔ اس تکلیف کو سزا یا جزا نہین کہا جاتا۔ بلکہ اسکا نام تربیت رکھتے ہین۔ پس ایسی ہی وہ تکالیف جو دنیا مین عارض ہوتے ہین انکی نسبت کیون نہین کہا جاتا کہ وہ تربیت الہی مین داخل ہین۔ نہ سزا اور جزا مین ہمارے لئے نہ سہی مجموعہ عالم کے واسطے سہی۔ اس جواب کو بارھوان جواب اور زیادہ واضح کرتا ہے۔

بارھوان جواب۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے ہاتھ پر جب ایک

جنم کا اندہا اچہا ہوا تو حضور علیہ السلام کے حواریون نے عرض کیا - یہہ لڑکا کیون
نا بینا تہا - کیا اپنے گناہ کے باعث یا اپنے مان باپ کے گناہ کے باعث حضرۃ
مسیح علیہ السلام نے جواب دیا نہ اپنے گناہ کی باعث اور نہ اپنے مان - باپ کے
گناہ کی باعث بلکہ یہہ لڑکا اسلئے نابینا تہا - کہ الٓہی جلال ظاہر ہو - کیا معنے
اللہ تعالے کے پیارے رسول اور بنی اسرائیل کے گہرانے کے خاتم الانبیا
نبی حضرت مسیح علیہ السلام کی بزرگی اور صداقت ظاہر ہو - میرا اس قصہ کے
بیان سے صرف یہہ مطلب ہے - کہ دکہہ اور سکہہ کے واسطے اعمال کی جزا - اور
سزا کے ماسوا اور بہی بہت اسباب ہین - اواگون ماننے والون کے پاس کیا
دلیل ہے - کہ پوربلی جنم کے اعمال ہی اسکا باعث ہین -

تیرہوان جواب - قانون قدرت اور اللہ تعالے کے بے انت کارخانہ
مین ہزارون ہزار اسباب ہین مثلاً غور کرو - ان اسباب پر جو علم طب مین بیان
ہوتے ہین - اور ان علامات و معالجات پر جنکے ذریعہ ہم اسباب کا پتہ لگاتے
ہین - اور انکے دفعیہ کی صائب تدبیر کرسکتے ہین بیماریونکے اسباب جاننے
سے ہم افلاس اور غریبی دولتمندی اور حکومت کے اسباب کا اجمالی علم حاصل
کرسکتے ہین -

اس مختصر تمہید کے بعد گذارش ہے - اس تفرقہ کا باعث جسنے ایک لڑکا بیمار
اور دوسرا تندرست ہے - ناملایم عناصر ہین - اسلئے کہ انسانی اور حیوانی روح
یا تو عناصر کا خلاصہ ہے - یا فرض کرلیتے ہین - کہ روح کو عناصر کے ساتہہ تعلق ہے -
پہلی صورت مین ظاہر ہے - جیسے عناصر ہونگے - ویسی ہی روح ہوگی اور دوسری

صورت مین جیسے عناصر کے ساتھ روح کا تعلق ہوگا - ویسی تندرستی اور بیماری کے ثمرات روح کو لینے پڑین گے - اور جیسی جگہہ ارواح جمع ہون گے - ویسا ہی سُکھ اور دُکھ بہوگین گے - پہلی صورت مین روح کا وجود ہی عناصر سے ہوا - جزا اور سزا سابقہ جنم کی کہان ! - اور دوسری صورت پر اگر کوی اعتراض کرے - کہ ارواح نے ایسی جگہہ کیون تعلق پیدا کیا جہان ان کو آخر تکلیف اٹھانی پڑی - تو اسکا جواب بالکل ظاہر ہے - **کیونکہ** - ارواح بقول آریہ کے **ستنتر** - اور **آزاد** ہین - ارواح کو کوئی روک نہین - اور یہ بھی ہے - کہ اِس روح کو جب ابدالاباد ترقی کی راہ کہول دی گئی - تو اسپر کوی ظلم نہوا - بلکہ اسپر رحم ہوا - اور یہ بھی ہے - کہ اگرچہ آج روح کو بظاہر تکلیف معلوم ہوتی ہے - کہ ناقص اور دکھی قالب سے اسکا تعلق ہے - مگر اسی عنصری مین اُسے بڑی بڑی فضیلتون کے لینے کا موقع دیا گیا ہے - اسلئے اسپر رحم ہے ظلم نہین - ہان ایسے موقع ملنے ہین اگر روح نے نافرمانی کی تو ضرور سزا کا مستحق ہے - اللہ تعالے رحیم - کریم - عادل - اور چاہے پکڑے چاہے عفو کرے - اور وہ اپنے امر پر غالب ہے -

چودہوان جواب - مختلف ملکون کے آب وہوا سے ارواح کے مختلف صفات ہم مشاہدہ کرتے ہین - بلکہ مختلف پیشون مختلف قسم کے مکانون جنمین روشنی اور ہوا کی آمدورفت اور صفائی کے لحاظ سے اختلاف ہو - مختلفہ اشیا کے کہانے اور مختلف چیزون کے پینے پہننے اور استعمال مین لانیسے اور انواع و اقسام کے عادات سے ارواح کے حالات - صفات اور معاملات مین اختلاف نظر آتا ہے - پہر ہم دیکھتے ہین - بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح ان مختلف تدابیر سے ہوجاتی ہے

جنکو اطبا طب مین اور طبعی حکما علوم طبعیات مین بیان کرتے ہین -

جن لوگون کے لڑکے بیمار پیدا ہوتے ہین - ان کے علاج و معالجہ وحفظ صحت تبدیل آب و ہوا اور کچھہ مدت کے ترک جماع سے - تندرست بچّون کا پیدا ہونا - بگڑی اور خراب کلون کی اس حالت کا جس سے تکلیف ہو بہر ل اسباب سے درست ہو جانا وغیرہ وغیرہ ہمپر ظاہر کرتا ہے - کہ یا تو ارواح انہیں عناصر کا لطیف جوہر ہیں یا ان عناصر سے ارواح کا تعلق ایسے مختلف اور اقسام اسباب سے ہے جن میں بعض خاص حالتوں میں ہم اعمال کو داخل کر سکتے ہیں - مگر یہہ نہیں کہتے کہ پورب جنم کے اعمال ہوں کیونکہ اس دعوی کی دلیل کوئی نہیں اور دعوی بے دلیل - عقلا کا کام نہیں -

پندرہواں - جواب - پہلے جنم کے اعمال - ہرگز ہرگز اس تفرقہ کا باعث نہیں - جس تفرقہ کو دیکھ کر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ پر اعتقاد کیا - کیونکہ ہم قدرتی نظارہ میں دیکھتے ہیں - تمام اشیا انسانی آرام اور راحت کے سامان - روشنی - ہوا - پانی - مٹی - برق - نباتات حیوانات سب کچھ اسکے کام میں لگ رہا ہے مگر یہہ پتلا ان اشیا میں سے کیسے مصرف کا نہیں - تو پھر کیا یہہ عجوبہ قدرت بالکل لغو اور اتنی بڑی مخلوق پر حکمران محض نکمّا ہے؟ - ہرگز نہیں - بلکہ جیسے ملہمین کو بذریعہ الہام اور سلیم الفطرتوں کو بوساطت فطرۃ معلوم ہوا ہے کہ یہہ لطیفہ عبادت الٰہیہ کے واسطے پیدا ہوا مگر ظاہر ہے جب تک انسان کے پاس یہہ چیزیں موجود نہوں انسان کچھ بھی نہیں کرسکتا - پس ثابت ہوا - یہ تمام سامان انسان کو عبادت کے لئے

دیئے گئے ہیں۔ اور یہہ کل اسباب مقصد عبادت کے آلات اور تتمات ہیں۔ یہ مضمون قرآن میں یوں ادا ہوا۔

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم فلا تجعلوا للہ انداداً [۱]

اور فرمایا

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون [۲]

جب عبادت الٰہی انسان پر واجب ہوی۔ اور یہ سامان اسلیے عطا ہوا کہ انسان اپنے فرائض منصبی کو ادا کرسکے۔ پس یہ سامان جزا اور سزا میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اگر جزا اور سزائے اعمال میں اسے داخل کیا جاوے تو باری تعالیٰ پر ظلم کا الزام ہوگا اسلیئے کہ یہی چیزیں منصبی فرائض کے ادا کرنے میں بھی ضروری تھیں۔ اور یہی اشیا مزدوری میں بھی داخل ہوگئیں۔ ہاں ان کا وفور اور انکا عمدگی سے میسر ہوجانا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا ہو تو بعید نہیں۔

سولہواں جواب ۔ اگر یہہ تفرقہ جسکے باعث تناسخ کے ماننے والوں کو شبہ پڑا سابقہ جنم کے اعمال کی سزا اور جزا ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ اتنی مدت کی

---

[۱] اولوگو! فرماں بردار بنے رہو اپنے اس رب کے جسنے تمکو اور تم سے پہلوں کو بنایا۔ اور فرماں برداری کا یہ فائدہ ہوگا کہ تم دکھوں سے بچے رہوگے اسی رب نے زمین کو تمہارے لئے فراش (آرامگاہ) اور گول گنبد آسمان کو بنا بنایا۔ اور بادلوں سے پانی اوتارا۔ پھر نکلے اس سے کئی قسم کے پھل رزق تمہارے لئے۔ پس خبردار اللہ کا کسیکو کسی امر میں شریک نہ بنالو۔

[۲] جن وانس تو صرف اسلیئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار رہیں۔

بات بلکہ یوں کہئے کہ لاانتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں۔ اتنی لمبی مدت کے ہزاروں ہزار باتیں اور کام ہم یک قلم کیوں بھول گئے؟۔

اب انعام اور خلعت کے لینے والے کو خبر نہیں کس کس نیک عمل پر مجھے انعام ملا اور سزا پانے والے کو اطلاع نہیں کس بدکاری کے بدلہ میں ماخوذ ہوں۔ لڑکپن کے حالات بھول جانے پر قیاس نہیں ہو سکتا۔

اوّل تو اسلئے کہ اسوقت انسانی عقل ناقص اور بالکل نکمی ہوتی ہے۔

دوم۔ جیسے آریہ مانتے ہیں کہ سب آدمی شودر پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم یوں فرماتا ہے:۔ واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئاً۔

سیوم۔ وہ حالت بھی مختصر وقت کی ہے۔ اور کچھ بڑے کاموں سے اسکا تعلق نہیں۔ البتہ اہل اسلام اس جنم سے پہلے ارواح پر عہد الست کا زمانہ تجویز کرتے ہیں۔ اور اس زمانہ کو مانتے ہیں۔

مگر اول تو وہ ایک عالم مثال کی عجائبات اور اس کی نیرنگیوں کی ایک بات ہے۔

دوم اسوقت کو بہت تھوڑا سا وقت سمجھا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی غور کرو۔ آجتک اسکا کتنا اثر باقی ہے کہ تمام ارواح کی فطرت میں اُس اثر کے باعث باہمہ اختلاف ادیان۔ و ازمان۔ اور بتاغض و تحاسد کے اسبات پر قریباً اتفاق ہے کہ ہمارا کوئی ربّ ہے۔

چاہے کوئی اسے اللہ کہے۔ کوئی یہوواہ۔ کوئی اونگ کہے۔

کوئی یزدان - کسی کی زبان پر دھر کے نام سے موسوم ہوا - کسی کے ذہن پر شکتی کے نام سے -

انبیا علیہم السلام کو لوگوں نے دیکھا ان کے عجائبات - معجزات کو مشاہدہ کیا - مگر ان کے منکر رہے - اور باری تعالیٰ کو بن دیکھے یہاں یوں مان لیا کہ گویا وہ عیاں ہے - دلائل سے یہ اتفاق ہرگز مت سمجھو کیونکہ ہم روزمرہ دیکھ رہے ہیں - مباحث اور دلائل سے متخاصمین میں جھگڑا اور عناد بڑھتا ہے - نہ اتفاق بات یہی ہے کہ کبھی کانوں نے اپنے خالق و فاطر کی آواز سن لی ہے -

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ کیسی کیسی پر تکلیف عبادات کی طرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے پر متوجہ ہیں - کیا ایسی جانکاہی اور اس طرح کی محبت بدون کسی تجلی دیکھنے کے صرف شنید سے ہو؟ نہیں نہیں - ایسا ہوتا تو نادیدہ حسینوں کے حسن کو سنکر لوگ ایسے ہی عشق میں مبتلا ہوتے جیسے حسینوں کو دیکھ کر جانباز عشاق کا حال ہو رہا ہے ولیس الخبر کالمعاینہ ایک سلیم الفطرت ہمارے سید و مولیٰ کا مقولہ علی قائلھا الصلوۃ والسلام بالکل سچ ہے -

اس تحقیق پر یقین واثق ہے - بے ریب کبھی ارواح کو تجلی الٰہی کی سعادت حاصل ہو چکی ہے گو اس عالم میں نہ سہی عالم مثال ہی سہی - اور گو اُسوقت ہمارے جسمانی ذرات اسقدر عظیم و کبیر ہوں جیسے اِسوقت ہیں بلکہ الست کے وقت نہایت چھوٹے اجسام ہوں -

سترہواں جواب - ابدی نجات اور دائمی آرام کا حاصل کرنا تمام صحیح الفطرۃ

ارواح کا تقاضا ہے تو کیا یہہ فطری خواہش - جبلی طلب اور بے تاب پیاسی طالب کو محروم رکہیگی؟ اور باری تعالی کے کامل رحم کامل فضل والے گھرانے سے سچے طالبوں کو صاف جواب ملیگا کہ ابدی نجات - سرمدی راحت اور دائمی آرام وسرور کا سامان اس ہمہ قدرت ہمہ فضل ہمہ طاقت کے گھر میں موجود نہیں ہرگز ایسا نہوگا - او کم نصیب آریو ا ہرگز ایسا نہوگا۔ہاں او تناسخ کے ماننے والو! اس کریم کی بارگاہ سے ایسا روکھا سوکھا جواب ہرگز نملیگا- بلکہ بات تو یہ ہے کہ اسکی صفت عدل بھی ہم طالبوں کی سپارش فرما ہوگی اور عرض کریگی - کہ ان غربا کے فطری اور جبلی تقاضا کو پورا کیجئے۔اے اللہ الکریم آپکے دروازہ کو چھوڑکر کدھر جاویں - آپکی سرب شکتیمان القادر بارگاہ معلے سے محروم ہوکر کہاں سے کامیاب ہوسکتے ہیں - آپکی شب و روز کیا ازل سے ابدتک کی بخششیں ایسی نہیں کہ انہیں کوئی خرچ بھی کم کرسکے تب ہمکو انشا اللہ تعالی ابدی آرام نصیب ہوگا -

ہاں تناسخ کے قائل ابدی آرام کے منکر- دیانندی آریہ ابدی آرام ابدالآباد نجات سے محروم رہجاویں - تو شائد رہجاویں - اسلئے کہ انکی فطرت اور جبلت میں یہہ طلب ہی نہیں رہی - انکی روح نے ابدی آرام کا سوال ہی چھوڑ دیا - اس اعتقاد نے انکی فطرت کو اگر مسخ کردیا تو ممکن ہے ان پر نہ وہ رحم ہو اور نہ عدل انکی سپارش کرے -

اٹھارہواں جواب - دیانندی آریہ کے نزدیک آواگون ہی ایک جہنم اور یہی مع کچھ دن کی اس آزادی کے جسمیں روح جسم سے الگ رہیگی-

بہشت ہے والا نہ کوئی بہشت نہ سرگ - اور نہ جہنم اور نہ نرگ -

اور تمام ارواح ازل سے ابد تک ہمیشہ گرفتار رہے اور ہمیشہ گرفتار رہیں گے پس ہمکو سخت حیرانی ہے - اگر تمام ارواح کو ہمیشہ ایسی گرفتاری رہی - باوجودیکہ دیانندی آریہ مانتے ہیں کہ ارواح اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں اور نہ اس کے پرتے بمب یعنے ظل ہیں - پس دیانندی آریہ صاحبان بتائیے - ایسی سخت گیری کسی رحیم یا عادل کا کام ہے - قرآن کریم کیسے لطف سے فرماتا ہے -

ولا یظلم ربك احدا[1]

انیسواں جواب - قطع نظر اس امر کے دیانندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ ارواح کا خالق نہیں اور پھر ان پر ایسا سخت گیر ہے کہ ارواح کو کبھی ابد الآباد نجات نہ دیگا - بتقدیر تسلیم اعتقاد آواگون کے وہ رحیم - کریم - محسن - یعنے دیالو کرپالو بھی نہیں (معاذ اللہ) کیونکہ اس رحمٰن - رحیم - کریم کے ہر ایک احسان کے بدلہ میں آریہ لوگ کہدیں گے کہ ان کو اپنے اعمال کی مزدوری مل رہی ہے پس بس اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل انپر نہیں - مگر سچ ہے وہی کتاب جسمیں لکھا ہے نجات اسکے فضل سے ہوگی -

ووقیھم عذاب الجحیم فضلا من ربك[2] - سیپارہ ۲۵ سورۃ دخان رکوع ۳

---

[1] تیرا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا -

[2] اور بچایا اون کو دوزخ کے عذاب سے - یہہ فضل ہوا تیرے رب کا -

سابقوا الی مغفرة من ربکم و جنتہ عرضہا کعرض السماء و الارض اعدت للذین امنو باللہ و رسلہ ذ لك فضل اللہ یوتیہ من یشا و اللہ ذو الفضل العظیم - سیپارہ نمبر ۲۷ سورہ حدید رکوع ۳

نجات کا مسئلہ فصل الخطاب نام رد نصاری میں مفصل ہے -

بیسواں جواب - آریہ صاحبان! باری تعالی کو فضل و کرم سے کسنے روکا - اسپر کون غالب - اسپر کون حکمران - اسنے کب عہد نہیں بلکہ وعید کر دیا ہے کہ کسی پر بعض فضل نکریگا؟ - ہم تو کہتے ہیں اگر ایسا سخت ڈراوا دیا بھی ہے - تو بھی وہ نجات دے سکتا ہے - کیونکہ وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک جانتا ہے کہ وعدوں کے خلاف کا نام کذب ہے - تو **وعید** کا خلاف کذب نہیں بلکہ کرم اور فضل ہے -

لا یسال عما یفعل وھم یسالون

اکیسواں جواب - تناسخ کا مسئلہ جیسے توحید کے خلاف ہے اور شرک کا باعث - ویسے ہی اخلاق - اور مارل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے -

توحید کے خلاف تو اسلئے ہے کہ تناسخ ماننے والوں پر لازم ہے جیسی دیانند یوں کا

---

۵۱ دوڑو اپنے رب کی معافی اور اس جنت کی طرف جسکا پھیلاؤ ہے آسمان اور زمین کے پھیلاؤ کے برابر - رکھی گئی ہے ان کے لئے جو یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر - یہہ فضل ہے اللہ کا دیتا ہے جسے چاہتا ہے - اور اللہ کا فضل بڑا ہے ٭

۵۲ جو کچھہ اللہ تعالی کرتا ہے اسپر کسیکو نکتہ چینی اور سوال کی جگہ نہیں اور جو کچھہ لوگ کرتے ہیں اسپر تو نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے ٭

اعتقاد ہے کہ ارواح اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نہیں۔ پرمانو اسکے مخلوق نہیں۔ زمانہ اسکی کرت نہیں۔

جسطرح اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے ارواح اور میٹر بھی غیر مخلوق ہے۔ یہ لوگ وحدت وجود کے بھی قائل نہیں۔ جیسے ان کے ویدانتیوں کا خیال ہے تو کہا جاوے کہ اصل واحد کے معتقد ہو کر توحید کے مدعی ہیں۔

اور اخلاق۔ مارل فلاسفی کا اسواسطے خطرناک دشمن ہے۔ کہ بشرطیکہ اعتقاد مسئلہ تناسخ۔ کوئی شخص اپنے کسی محسن۔ خیرخواہ۔ الٰہی محب۔ انسانی ہمدرد۔ کی نسبت اعتقاد و یقین نہیں کر سکتا کہ اس شخص نے مجھ پر احسان کیا یا رحم کیا۔ بلکہ تناسخ کا معتقد محسن کے ہر ایک احسان کے بدلہ میں کہہ سکتا ہے کہ اس محسن نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔

مجھے یاد ہے ایک مہاراجہ کو بچھو نے کاٹا۔ شدید درد میں ایک مسمریزم کرنے والے نے جنکو اس ملک کی زبان میں منتر جھاڑنے والا کہتے ہیں۔ جھاڑا کیا جب اس عصبی المزاج راجہ کو آرام آیا اور جھاڑا کرنے والے کو انعام دیا اس کا بہرہ معاف کیا۔ تو تناسخ والے خوش اعتقاد بول اُٹھے۔ دیکھو کس طرح اس بچھو نے سپاہی کا قرضہ اوتارا۔

بائیسواں جواب ۔ تناسخ کا مسئلہ ماننے سے ثابت ہوتا ہے۔ باریتعالیٰ سخت خودغرض ہیں کہ بے مزدوری کسی پر رحم۔ احسان و فضل نہیں فرماتے ۔

سبحانہ تعالیٰ عما یصفون

تیئسواں جواب - ہم لوگ بعض وقت بوجہ احسان کرتے اور پھر دوسرے وقت احسان کے خلاف کرتے یا احسان نہیں کرتے اس دو قسم کی مختلف کاروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ احسان کرنا ہمارا ذاتی اور خانہ زاد وصف نہیں بلکہ بالعرض ہمکو یہ صفت لاحق ہوجاتی ہے اور ہر **مابالعرض** کے واسطے ما بالذات ضرور ہے پس لازم آیا کسی جگہ احسان بالذات موجود ہے تو کیوں آریو ! اس جگہ کا نام - باری تعالیٰ کی پاک ذات نہیں جانتے ۔

چوبیسواں جواب - تناسخ کے اعتقاد پر ضرور ہے کہ کسی شخصکو جناب باری تعالیٰ کی پاک ذات سے محبت نہ ہے حالانکہ **نص** ہے اور آپ مانتے ہیں

والذین امنوا اشد حباً للہ۔

اور یہ بات کہ تناسخ کو ماننے پر باری تعالیٰ سے محبت نہیں رہ سکتی اسلئے ہے کہ جس جج کی نسبت مجرم کو اعتقاد ہوجاوے کہ ممکن نہیں کہ میری خلاف ورزی قانون - اور جرم کے بعد یہہ حاکم مجھ قصور وار پر رحم کریگا وہ حاکم مجرم کو کیوں پیارا ہونے لگا - ہاں جس مجرم کا یہہ ایمان ہو کہ شاید حاکم سے درگذر ہوجاوے آج نہی کل - البتہ وہاں محبت ممکن ہے ۔

پچیسواں جواب - حب الاعتقاد ایسے عدل ایزدی کے جسمیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم - عطا - اور احسان کی امید نہ ہے - بدکار کو اسکی جناب میں دعا

لہ ایمان والے تو اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھا کرتے ہیں ۔

پر اترتھنا - لغو اور بیہودہ ہوگی - معاذ اللہ - مگر کیا پیارا کلمہ قرآن کریم میں موجود ہے -

انہ[۵۱] لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون

اور کیا پیارا ہے[۵۲] لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا -

اور کیسا روح افزا ہے یہ کلمہ[۵۳] اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا

ادعونی[۵۴] استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین

چھبیسواں جواب - بدکاری اور نافرمانی کے بعد تناسخ ماننے والے کو عصیان و نافرمانی سے نکلنے کے واسطے تناسخ کے اعتقاد پر چاہئے کوئی مددگار نہ ہے اسلئے کہ جناب باری تعالیٰ سے کسی عطیہ کی امید نہیں - اسواسطے کہ اس عدالت سے سزا ہی سزا بھگتنے کا فتویٰ لگ چکا - وہاں سے عفو کی امید نہیں مگر کیسی لطیف بشارت ہے اس کتاب میں جسمیں آیا ہے -

---

[۵۱] بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانوں سے اُسکے منکر ہی نا امید ہوا کرتے ہیں -

[۵۲] خبردار اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی نا امید نہو جیو اللہ تعالیٰ تو تمام گناہوں کو عفو کیا کرتا ہے - پس ایسے رحیم کریم کے در سے نا امیدی جہل ہے -

[۵۳] جب تجھ سے میرے بندے یہ پوچھیں ہمارا رب کہاں ہے جو ہم اُسے دعا کریں تو کہدو وہ فرماتا ہے میں تو بہت ہی قریب ہوں - جب کبھی خاص لوگ دعا مانگنے والے مجھ سے مانگیں - پس لوگو! چاہئے اپنے آپکو ایسا بناؤ کہ تمہاری دعائیں قبول ہوا کریں - اور پورے طور پر مجھے مانو -

[۵۴] مجھ ہی سے مانگو اور میری ہی عبادت کرو - میں تمہاری دعا - اور عبادت قبول کرونگا - جو لوگ میری فرمانبرداری سے تکبر کرتے ہیں وہ تو ضرور ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے -

امن[1] یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء ۔

تتائیسواں جواب تناسخ کے اعتقاد پر چاہئے کہ گناہ اور اللہ تعالیٰ کی بغاوت ہمیشہ ہوتی رہے ۔ اور بدی دنیا سے کبھی نہ اُٹھے ۔

اوّل ۔ اسلئے کہ باری تعالیٰ کو بدی کے قائم رکھنے کی ضرورت ہے ۔

دوم ۔ اسواسطے کہ نیکوں اور اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں کو بھی بدی کے قائم رہنے کی ضرورت ہے ۔

باریتعالیٰ کو اسواسطے کہ جب نیک نے نیکی کی تو حسب الاعتقاد اہل تناسخ کے ضرور ہے کہ باری تعالیٰ اس نیک کو نیکی کا بدلہ دیوے بدلہ کیا ہے یہی گھوڑے ۔ ہاتھی بیل ۔ اونٹ ۔ بکری ۔ خوبصورت عورتیں وغیرہ وغیرہ ۔ اب اگر بدکار بدکاری نہ کریں تو نیکوں کے واسطے وہ اسباب جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہاں سے آویں اسواسطے یا تو بدکاروں کا اسپر احسان ہے کہ ایسے سامان مہیا کر دیتے ہیں ۔ یا وہ معاذ اللہ بہ مجبوری ان سے بدی کراتا ہے ۔ تاکہ اُسے نیکوں کے انعام میں مدد ملے ۔

نیک اسواسطے بدکاری کو چاہیں کہ ان کو بدون بدی بدکاروں کے گھوڑے ہاتھی ۔ خچر ۔ عورتیں کہاں سے ملیں ۔ مکانات کی لکڑیاں کہاں سے آویں ۔ گرمی میں بیچارے ہندوستانی کس بڑ ۔ برگد ۔ پیپل کے نیچے آرام کریں ۔ اسیواسطے آریہ کے خیال پر لاانتہا زمانہ سے بدکاری دنیا میں موجود ہے اور لاانتہا زمانہ تک

---

[1] اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون ہے جو مضطر کے اضطراب کے وقت اُسکی دعا پر قبولیت عطا کرے ۔ اور اُس دکھی کے دکھ کو دور کرے ۔

بدی موجود رہیگی۔

اٹھائیسواں جواب۔ جب گناہ کا ہمیشہ رہنا جیسا ستائیسویں جواب میں بیان ہوا ضروری ٹھرا اور بدکار کو بدکاری کی سزا اُٹھانا بھی ضرور پڑا۔ تو بتاؤ پھر بدکار کو جناب باری تعالیٰ سے محبت ہوگی یا نفرت؟

انتیسواں جواب۔ محسن۔ مربی۔ مخدوم۔ مصلح۔ ہادی۔ مکرم کو بُرا کہنا فطرت کی گواہی ہے کہ بہت بڑا ظلم ہے۔ خالق فطرت کی کلام میں ایک صدیق کا ذکر ہے وہ فرماتا ہے۔

انہ ربی احسن مثوای۔ انہ لایحب الظالمین۔[۵۱]

اور خالق فطرت کے کلام میں ہے۔

الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات۔[۵۲]

مگر تناسخ کے ماننے والے اپنے تمام محسنوں کو بدکار اور بُرا جانتے ہیں۔ بلکہ انپر سوار ہوتے۔ اور ان سے زنا۔ لواطت کے واقع ہونے کے مجوز ہیں۔

کیونکہ اگر ان کے محسن برائیوں کے مرتکب نہوں۔ تو وہ آواگون اور جنم مرن میں کیونکر آویں۔ مگر جنم مرن میں آنا تو ضرور ہے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ وہ لوگ بدی کے بھی مرتکب ہوا کرتے ہیں۔

مسلمان انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کے قائل ہیں اور جو اعتراض عیسائیوں یہودوں کی تواریخ سے اہل اسلام پر کئے جاتے ہیں انہیں معترضوں کو

---

۵۱ وہ تو میرا مربی ہے اسنے مجھے اچھی طرح رکھا اگر میں اسکی بدسلوکی کروں تو ظالم ہوں اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا

۵۲ بھلوں کو بھلی بات کہو بھلی باتیں تو بھلوں ہی کے لئے ہیں۔ اور بھلے لوگ ہی بھلی باتوں کے مستحق ہیں۔

دھوکا ہے یا وہ دھوکا دیا چاہتے ہیں۔

تیسواں جواب - ہم دیانندی آریہ سے پوچھتے ہیں - انکے بزرگ - مہاتما نیک خجستہ کردار تھے اور ہیں - یا پاپی - اور بدکار؟ - اگر نیک اور بھلے تھے - اور ہیں اور بُرائی اُن میں نہیں تو چاہئے وہ ابدی نجات پا جاویں اور آئندہ آواگون میں جو جہنم اور سزا کا گھر ہے نہ آویں - پھر اور لوگ آپ کے محسن - مربی - اور بزرگ بن جاویں اور وہ بھی اسی طرح نجات پالیں یہاں تک کہ محدود ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہو جاوے - پھر سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ہی خدا کے یہاں نہ رہے - معاذ اللہ -

اور بصورت ثانیہ - اگر نیک اور بھلے نہیں تو ان میں کوئی بھی قابل اعتبار نہ ہے بھلا بدکار کا اعتبار کیا -

اکتیسواں جواب - مینے اپنے کانوں بڑے بڑے راجوں - مہاراجوں سے سنا اور بتقدیر ماننے مسئلہ تناسخ کے سچ بھی ہے - وہ لوگ کہا کرتے تھے - تپ و راج - اور راجوں نرگ - کیا معنے - تپ - یعنے ریاضتوں اور سخت اور شکل عبادتوں کا نیتجہ یہہ ہے کہ ریاضت کنندہ ریاضت کے بعد راجہ ہو جاتا ہے - پھر راج کا یہہ نیتجہ ہے کہ وہ انسان یعنے راجہ دوزخی ہو جاتا ہے - اس کلام کا دوسرا جملہ یعنے راجون نرک اسلئے بھی سچ ہے کہ راجوں - اور مہاراجوں سے اکثر ظلم و تعدی ہو جاتی ہے - ان سے پورا انصاف محال ہے - پھر عیاشی اور فضولی وغیرہ وغیرہ آفات میں مبتلا رہتے ہیں -

بلکہ میرے جیسا تجربہ کار تو شہادت بھی دے سکتا ہے کہ علی العموم یہہ دوسرا

جملہ پیچ ہو - کیونکہ دوزخ کا نمونہ ان میں مجھے دکھائی دیتا ہے - جیسے سفلس -
آتشک - پہاڑی روگ - گرمی - باد - مشجر - مبارک کہتے ہیں - اہل مصر نے
نائیٹریٹ آف سلور کا کیا خوبصورت نام رکھا ہے **الحجر الجھنمی** میں
جب کبھی آتشک کے زخموں پر اسکا استعمال کرتا ہوں - اسوقت اس مصری نام
کی خوبی جیسی مجھے معلوم ہوتی ہے شاید ایک ناتجربہ کار یا شرائع سے ناواقف کو ہرگز معلوم
نہ ہوتی ہوگی -

بتیسواں جواب - ہمنے مانا - آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں - مگر یہہ
کیوں نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال دنیوی اور اسی جنم کے ہیں - ہاں ثمرات کہنے
میں یہ فائدہ بھی ہے کہ جزا - سزا ہیں - باعث انعام اور موجب سزا کا علم اور اسکا
یاد ہونا ضرور ہے -

ثمرات میں علم - اور یاد اسباب ضروری نہیں -

غایۃ مافی الباب ہمیں وہ اسباب و موجبات یاد نہوں - سو ایسی یادداشت
تو تناسخ ماننے والوں کے نزدیک بھی ضرور نہیں -

رہی یہہ بات کہ بچہ میں ایسے کون سے اعمال ہیں جنکے باعث بچہ نے سزا بھگتی
یا جسکا ثمرہ اُٹھایا - سو اسکے سردست دو جواب ہیں -

اوّل - یہ کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک وہ اعمال ہیں جنکا ثمرہ یا جزا
لینے میں عامل اور فاعل یا مرتکب کا عاقل و بالغ اور سمجھ دار ہونا جان بوجھ کر قانون
قدرت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہونا ضرور نہیں - مثلاً ایک نادان لڑکا
آگ میں ہاتھ ڈال دے - زہریلا دودھ پلایا جاوے - ایسی خلاف ورزی میں

سزا - جزا - اور ثمرہ کا اٹھانا ضرور ہے - بہت نہو تھوڑا سہی - مگر ایسی صورتیں اگر قدرے قلیل دکھ دائک اور رنج رساں ہوں تو ان کی تلافی اس اجر عظیم سے ہو جاتی ہے - جسے شہادت کا مرتبہ کہتے ہیں -

دوسرے وہ اعمال ہیں - جنمیں قانون کی خلاف ورزی میں مرتکب جرائم کا عاقل - بالغ - جان بوجھ کر جرم کا مرتکب ہونا ضروری ہے - ایسے قوانین کو قانون شریعت - قانون حکما - قانون حکام کہتے ہیں - پس لڑکے قانون قدرت کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں اُنہوں نے خود کی ہے یا ان کے والدین اور مربیوں نے -

دوئم - لڑکے بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ جان بوجھ کر کسی بُرائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں - اور اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں -

یا تو اسلئے کہ بُرائی کی مرتکب اُن کی روح ہے - اور ان کی روح چیتن ہوشیار اور ان کی کمزوری کے وقت ایسی گن - کرم اور سبھاؤ کے ساتھ ہے جیسے جوانی کے وقت -

اور یا اسلئے کہ جسقدر کہ وہ لڑکے ہیں - اور جسقدر ان کے جسم اور عناصر کی استعداد ہے اسقدر کی سمجھ والی اُن کی روح بھی ہے -

پھر جیسے چھوٹی سی چیونٹی بھی روح اور سمجھ کا ایک مقدار رکھتی ہے اور سمجھ کے خلاف مرتکب بھی ہوتی ہے - اسی طرح وہ لڑکے بھی جنکو بیمار دیکھتے ہو - اپنی وسعت - سمجھ کے موافق کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہوں -

جب ہم عقلا اور حکما اور بڑے بڑے سمجھ والوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ لوگ بھی عقل اور سمجھ کے خلاف کرتے ہیں اور اسکی سزا پاتے ہیں۔ بھلا چھوٹی سی عقل کے بچے ایسا کیوں نہ کرتے ہوں۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ لڑکونکو کچھ بڑی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور اس کے والدین و مربی اپنے اسی جنم کے اعمال کی سزا بھگت لیتے ہیں۔ اور جائز ہے کہ ایسے لڑکوں کو آیندہ ابدالآباد زندگی میں ترقی کا سامان ملجاوے۔

تینتیسواں جواب - نیکی کا اثر اگرچہ عمدہ ہوتا ہے۔ مگر نیک اپنی نیکی پر کبھی تکبر کرتا نیکی کو ریا اور لوگوں کو دکھلانے کے واسطے بجا لاتا ہے۔ کمزور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

اور بدی کا اثر اگرچہ برا ہونا چاہیئے۔ مگر بدکار اپنی بدکاری پر جب نظر کرتا ہے۔ تو بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار۔ اضطراب۔ شرمندگی ظاہر کرتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ اسلئے نیک اپنی نیکی کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور بدکار بدی کے بعد مقرب بارگاہ الٰہی ہوجاتا ہے۔ تب جسکو ہم اور تم عام نگاہ کے لوگ نیک سمجھتے تھے۔ دکھی دیکھتے ہیں۔ اور بدکار کو سکھی۔ اور اپنے غلط توہمات سے اگر کہہ دیں کہ یہہ تکلیف نیک پر اسکے **پورب لے جنم** کا پھل ہیں اور آسائشیں بدکار کو اسکے پورب لے جنم کا پھل ہیں تو ہمارا یہ توہم غلط ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری تشخیص نے غلطی کھائی ہو۔

چونتیسواں جواب - نیکیوں کے بہت اقسام ہیں۔ پھر جیسے نیکیوں کے انواع و اقسام ہیں۔ ایسے ہی نیکیوں کے ثمرات اور نتائج کے بھی اقسام ہیں۔

اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے۔ ایک قسم یا سو ہزار قسم کی نیکی کرتے ہیں اور جس جس قسم کی نیکی کرتے ہیں۔ اسکے انواع واقسام کی برکات اور ثمرات کو حاصل کرتے ہیں۔

مگر وہی نیک ایک قسم کی نیکی کرنے والے اور اور طرح کی بدی بھی کرتے ہیں۔ اور ان بدیوں کی سزا بھگتتے ہیں۔

پھر یہ بھی ہے کہ بعض نیکیاں اس قسم کی ہیں کہ جلد اپنا پھل دیتی ہیں۔ اور بعض نیکیاں اپنا ثمرہ مدت کے بعد ظاہر کرتی ہیں۔

ایسی حالت میں نظارہ کنندہ کبھی غلطی میں پھنسکر کسی قسم کی بدی کے مرتکب کو مطلق نیک۔ اور کسی قسم کی نیکی کرنے والیکو بدکار کہہ بیٹھتا ہے۔ اس جواب کو یہہ قصہ واضح کرتا ہے۔

خاکسار ایکبار مجلس میں اِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پر احباب کو کچھ سنا رہا تھا ایک شخص نے اُس میں دریافت کیا کہ جب تمام آرام ایمان سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ اور انواع واقسام آلام کفر ونافرمانی سے۔ تو انگریز کیوں حیوة دنیا میں منصور و دولتمند ہیں۔

تب خاکسار نے اُسے اور عام اہل مجلس سے عرض کیا۔ کہ ایمان کے ادنے ترین شعبوں میں سے اماطة الاذی عن الطریق ہے۔ یعنے رستوں کو صاف کرنا رستوں میں سے دکھ دینے والی اشیا کو دور کرنا۔ اور مومنوں کی تعریف میں آیا ہے۔

وامرھم شوریٰ بینھم۔ مومن وہ ہے جنکی حکومت جنکے کام مشورہ سے

ہوں - اور مومنوں کو کہا گیا ہے -

۵۱ وَاَن لیس للانسان الا ما سعے وان سعیہ سوف یری

میرے پیارے مخاطبو! ان چند ایمانی احکام پر انگریزوں نے عمل کیا اور تمنے ان احکام پر عملدرآمد سے مونہہ موڑا - جن لوگوں نے ان احکام اسلام کو لیا - وہ ان احکام کے پھل بھی اُٹھا رہے ہیں - تمنے نافرمانی کی اسکا بدلہ بھی بھگت رہے ہو یہہ تو اوامر کی تمثیل ہے - ایسا ہی نواہی پر نظر کرو -

۵۲ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم

آیۂ شریف بالا میں تمکو حکم ہے باہمی جنگ و جدال چھوڑ دو ورنہ بودے ہو جاؤگے تمہاری ہوا بگڑ جائیگی اس نہی کی تمنے پروا نہ کی - اللہ کے فضل سے تم بھائی بھائی تھے مگر باہم اعدا ہو گئے -

غرض تم لوگ اپنی نافرمانیوں کے وبالوں میں گرفتار ہو - ہاں نمازیں پڑھتے ہو - روزے رکھتے ہو - زکوتیں دیتے ہو - حج ادا کرتے ہو - اور ان سب سے مقدم توحید پر ایمان لائے ہو - اور انگریز مثلاً ان احکام کے منکر ہیں - تو ان اعمال کے ثمرات تم ہی اٹھاؤگے - انگریز ان کا پھل نلیں گے غرض جو شخص جس قسم کا بیج بوئیگا اُس قسم کا پھل اُٹھائیگا -

۵۳ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاخرۃ کی صدا سنکر صحابہ کرام اور ان کے

---

۵۱ آدمی کو اپنی سعی و کوشش کا نتیجہ ملا کرتا ہے - اور اپنی کوشش کے نتائج کو دیکھیگا -

۵۲ آپس میں مت جھگڑا کرو - باہمی اختلافات سے بودے ہو جاؤگے اور تمہاری عزت و ہوا اوڑجائیگی -

۵۳ تو کہ تم دنیا اور آخرت میں فکر کرو -

اتباع عظام نے دین اور دنیا دونوں حسنات کا بیج بویا تھا۔ دونوں کا پھل اُٹھایا۔

پنتیسواں جواب۔ نیک شخص کے دو پہلو ہیں۔ ایک جہت میں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محب۔ اور ایک جہت میں بباعث اپنی نیکیوں کے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ نیک پر تکالیف کا آنا ممکن ہے کہ محبت کی جہت سے ہو۔ نہ محبوبیت کی جہت سے۔ اور انعامات محبوبیت کی جہت سے ہوں۔ نہ محب ہونیکی وجہ سے۔

تناسخ پر عقلی بحث تو بقدر ضرورت لکھ چکا ہوں۔ اب ایک نقلی سنیئے اور اس بحث کی ضرورت اسلئے پڑی کہ **تنقیہ دماغ** کے مصنف نے تناسخ کے اثبات میں قران کریم کی آیات کریمہ سے استدلال کیا ہے۔ اگرچہ عقل والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اس سمجھ دار قوم کو اتنی عاقبت اندیشی نہیں۔ مسلمان تو تیرہ سو برس میں تناسخ جیسے ضروری اور اعتقادی مسئلہ کو جو قرآن میں (معاذ اللہ) موجود ہو نہ سمجھیں۔ اور یہ ہندی نژاد جسکو **عربی لٹریچر** کی بھی خبر نہیں۔ قرآن سے تناسخ کو سمجھ جاوے۔ خیر کچھ ہی کیوں نہو۔ تنقیہ دماغ والے نے تناسخ کی لفظی بحث میں تین مقدمے قائم کئے ہیں اور تینوں کا ثبوت قرآن سے دیا ہے۔

اوّل۔ روح کا ایک قالب سے دوسرے قالب میں آنا۔

دوم - ایک صورت سے دوسری صورت میں آنا -

سوم - پاپ کرموں کی وجہ سے بار بار سنساروں میں جنم لینا -

امر اول کا ثبوت یہہ دیا ہے

قالوا ءاذا کنا عظاماً و رفاتا ءانا لمبعوثون خلقاً جدیداً اولم یروا ان اللہ الذي خلق السموات والارض قادر علے ان یخلق مثلہم

دوسری دلیل یہ دی ہے -

کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین - اسکا ترجمہ کیا ہے - جیسا ابتدا سے بنایا ہے پہلی بار پھر اسکو دھرادیں گے وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہمپر بیشک ہم کرنیوالے ہیں -

مصدق - مگر ناظرین یاد رکھیں - ان دونو آیات کریمہ سے تو اتنا ثابت ہوا کہ دنیا کے ختم ہو جانے پر قیامت کے روز لوگ پھر جی اُٹھیں گے اور اسلامیوں کو اس بات سے انکار نہیں -

امر ثانی یعنے ایک صورت سے دوسری صورت میں آنا اسکے اثبات میں کہا ہے

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین فجعلناھا نکالاً لما بین یدیھا وما خلفھا وموعظۃ للمتقین - اور اس کا ترجمہ کیا ہے :-

اور البتہ جان چکے ہو - جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی ہفتہ کے دن میں تو کہا

لہ ترجمہ مصنف تنقید دماغ - بولے کیا جب ہم ہو گئے - ہڈیاں اور چورا کیا ہم پھر اُٹھینگے نئے بنکر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین سکتا ہے ایسوں کو بنانا -

ہمنے ہوجاؤ بندر پھٹکارے - پھر ہمنے وہ دہشت رکھی اس شہر کے روبرو والوں کے اور پیچھے والوں کو - اور نصیحت رکھی ڈر والوں کو"۔

"قوم عاد بھی بندر بنائی گئی تھی"۔

ناظرین غور کرو یہ آیت کریمہ تو تناسخ کا ابطال کر رہی ہے کیونکہ بظاہر اور بلحاظ ترجمہ مصنف تنقیہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے - کہ یہو جیتے جیتے بندر بن گئے تھے - اور تناسخ ماننے والوں کا اعتقاد یہہ ہے کہ جاندار مرکر دوسرے جنم میں ظہور پاتا ہے

اور آنندلال جی کا یہ اضافہ بھی کہ "قوم عاد بھی بندر بنائی گئی تھی"۔ آفرین کے قابل ہے - جسکا اشارہ بھی قرآن واحادیث میں نہیں -

امر ثالث پاپ کرموں کی وجہ سے بار بار سناروں میں جنم لینا اور اسکا ثبوت یہہ دیا ہے -

وحرام علی قریۃ اھلکنا ھا انھم لا یرجعون حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون -

اور اس آیت کریمہ کا یہ ترجمہ کیا ہے -

"اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جسکو ہمنے کھپا دیا کہ وہ نہیں پھریں گے - یہاں تک کہ جب کھولا جاوے یاجوج ماجوج - اور وہ ہر او چان سے پھیلتے آویں"- پھر کہا ہے

"یہہ ترجمہ ذرہ صاف نہیں - اسواسطے ہم اسکا انگریزی ترجمہ جو سیل نے کیا ہے - یہاں لکھتے ہیں"- پھر انگریزی ترجمہ لکھا ہے - افسوس آپ کو

دعوی ہے - مگر اتنی سوجھ نہیں - کہ مسلمان قرآن کا ترجمہ صاف نہیں کر سکے اسلئے آپ کو سیل صاحب کے ترجمہ کی ضرورت پڑی - خود ہی لفظی ترجمہ کرلیا ہوتا - یا کسی مسلمان سے پوچھ لیا ہوتا -

آ یو! اگر میں یا کوئی اور مسلمان ولسن ویلک ترجمہ کے روسے تمپر الزام لگانا چاہے - تو کیا انصاف ہوگا - خیال ہی نہیں - انصاف کرلو -

اس آیت کریمہ میں اول حرام کا لفظ تحقیق طلب تھا - مگر تنقیہ کے مصنف نے جسکا تنقیہ خبط کے واسطے مناسب ہے - جو معنے لئے وہی مناسب اور عمدہ ہیں - اور وہ معنے کیا ہیں "مقرر ہو رہا ہے" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسکے معنے "واجب" کئے ہیں - ان معنے کا ثبوت گو تفسیر میں مخاطب کے لئے ضرور نہیں گر قوم کے واسطے بہت مفید ہوگا - میں اس معنی کی شہادت قرآن سے دیتا ہوں -

قل[ل] تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا بہ شیئًا و بالوالدین احسانا - سورۃ انعام سیپارہ نمبر (۸)

دوسرا لفظ اس آیت کریمہ میں لا یرجعون ہے - جسکے معنے ہیں وہ نہیں پہنچیں گے غور طلب یہ امر ہے کہ کسطرف نہ پہریں گے -

اول - احتمال تو یہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف نہ پہریں گے - اور جزا سزا

[ل] تو کہہ آؤ میں پڑھ دوں تمپر وہ باتیں جو اللہ نے تمپر مقرر کر دی ہیں وہ یہہ ہیں کہ مت شریک کرو اللہ کا کسیکو اور والدین سے سلوک رکھو -

کے واسطے زندہ نہونگے - سو یہ معنی تو صحیح نہیں - کیونکہ اس آیت کے ماقبل گذر چکا ہے - کل الینا راجعون - سورۃ انبیا رکوع نمبر ٦ سیپارہ نمبر ١٧ اور اس کے معنے یہ ہیں تمام لوگ ہماری طرف رجوع کریں گے -

دوم معنے ہیں - دنیا میں پھر کر نہ آویں گے -

سوم معنے ہیں وہ شریر جنکو اللہ تعالی نے کھپایا اور ہلاک کیا - اپنی شرارت سے پھرنے والے نہیں - یہہ دونوں معنے صحیح ہیں -

تیسرا لفظ حتی کا ہے جو حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج میں ہے یہ حتے حرف ابتدا ہے فقط جیسے زمخشری اور ابن عطیہ نے کہا ہے - اس صورت میں حتے کے معنے یہانتک کرنے صحیح نہوں گے - بلکہ یہہ کلام علیحدہ ہوگا اور جملہ شرطیہ اذا فتحت کا جواب فاذا هی شاخصۃ ہوگا اذا هی شاخصۃ کا اذا اچانک کے معنے دیتا ہے جسکو عربی میں مفاجاۃ کہتے ہیں اور یہہ اذا - فا کی تاکید ہوا کرتا ہے - یا حتے کا حرف الی کے معنے رکہتا ہے پس مطلب یہہ ہوگا کہ جن جن بستیوں کو اللہ تعالی نے ہلاک کیا ہے یاجوج اور ماجوج کے فتحمند ہونے یا شکست پانے اور قیامت کے نزدیک آجانے تک - جتنے شریر ہلاک ہورہے ہیں وہ نہ تو دنیا میں واپس آویں گے - اور نہ وہ اپنی شرارت سے باز آویں گے - ہاں جب دنیا کا کارخانہ ہی ختم ہوگیا اور قیامت آگئی اور جزا و سزا کا وقت آپہونچا تو سب آجائینگے جیسے کل الینا راجعون سے ثابت ہوچکا تھا - جو پہلے گذر چکا - معلوم ہوتا ہے - مصنف تنقیہ کو لفظ حتے سے خیال پیدا ہوا ہے کہ اسکا ماقبل مابعد کے خلاف ہوا کرتا ہے - مگر اس

آیت پر غور کرنا چاہئے۔

ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابداً حتی اذا راوا

ما یوعدون فسیعلمون من اضعف ناصراً واقل عدداً۔ سورہ جن سیپارہ (۲۹)

اب ہم تناسخ کے مدعیوں کو جنکو دعوی ہے کہ تناسخ قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے وہ تین

آیت قرآنیہ سنا کر تناسخ کی بحث کو ختم کرتے ہیں۔

اوّل[۱] - الم یروا کم اہلکنا قبلہم من القرون انہم الیہم لا یرجعون وان

کل لما جمیع لدینا محضرون۔ سورہ یس سیپارہ نمبر ۲۳

دوم[۲] - فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اہلہم یرجعون۔ سورہ یس سیپارہ نمبر ۲۳

سوم[۳] - اما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات

والارض الا ماشاء ربک عطاءً غیر مجذوذ - سورہ ہود سیپارہ نمبر (۱۲)

اور مصنف تنقیہ دماغ کا یہ کہنا کہ قرآن میں لکھا ہے۔ "اصحاب کہف کا کُتّا نیک

اعمال کے باعث بہشت میں چلا گیا اور جانور گواہی دینگے"۔ یہ باتیں اس قابل نہیں

کہ عقل والے جواب دے کیونکہ ان لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ باتیں قرآن کریم

میں مندرج ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں مندرج نہیں +

---

[۱] کیا وہ دیکھتے نہیں کہ انسے پہلے کئی بستیاں ہم کھپا چکے - وہ انکی طرف دھیان نہیں کرتے۔ یقیناً سب کے سب ہمارے حضور میں حاضر ہونیوالے ہیں۔

[۲] نہ تو وہ وصیت ہی کر سکینگے اور نہ انہیں اپنے خاندان کیطرف لوٹنا ملیگا۔

[۳] سعادتمندوں کو تو جنت ملیگی۔ اسمیں ہمیشہ رہینگی جبتک آسمان اور زمین رہیں۔ مگر جو تیرا رب چاہے یہ بخششیں کبھی بند نہونگی۔